نظامِ تعلیم میں اخلاقی اقدار کا فروغ: ایک تحقیقی مطالعہ

Promoting Ethical Values in the Education System: A Research Study

* ڈاکٹر غلام حسین بابر: ایسوسی ایٹ پروفیسر، بارانی زرعی یونیورسٹی، راولپنڈی

** ڈاکٹر حافظ محمد سجاد: ایسوی ایٹ پروفیسر / چیئرمین شعبہ مطالعات بین المذاہب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Ethics is compulsory subject for any human society. Ethics is highly an important subject to achieve any mission in this world. Islam has given comprehensive patron of ethical values for every phase of life. Life is incomplete without ethical code of conduct. Ethicaly values are also important because they assist to run the sytsem positively and smoothly. Ethical system also help to maintain discipline in educational institutes, because discipline is basic requirement to achieve any mission. In this challenging world, ethical discipline is compulsory subject of any society. we can not achieve the target of inclusive society without ensuring ethical code of conduct in any phase of life.

Keywords: *Islam, Ethical system,Education System.*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام تمام انسانوں کو زندگی کے تمام امور سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ عقیدہ، عبادت، اخلاق، تہذیب و ثقافت، تاریخِ انسانی، امورِ کائنات، انفرادی و اجتماعی زندگی، مادیت و روحانیت، دنیا و آخرت المختصر تمام معاملات سے متعلق اسلامی تعلیمات ایک نظام کی صورت میں موجود ہیں۔ تعلیم اسلام کا ایک بنیادی موضوع ہے اللہ رب العزت نے تمام انبیاء علیہم السلام کو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے جو طریقہ (Method) عطا کیا تھا وہ تعلیم کا اور انصاف کا طریقہ تھا۔ اس لیے کہ تعلیم اور انصاف کسی بھی معاشرے میں روح (Soul) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انفرادی اصلاح اور معاشرتی تعمیر و ترقی کے لیے تعلیم کا جامع نظام ایک بنیادی ضرورت ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں تعلیم کا بنیادی طریقہ تبدیلی رہا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔[1]

[1] سورۃ الحدید ۵۷:۲۵

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"

انسانی نظریہ حیات کی تکمیل کے لیے تعلیم کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ حقیقت میں زندگی تعلیم، شعور اور عرفان کا نام ہے۔ تعلیم کے بغیر زندگی نامکمل ہے۔ مقاصدِ حیات کا تعین تعلیم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسلام تمام اہلِ ایمان کے لیے تعلیم کے حصول کو لازم قرار دیتا ہے۔ تعلیمی عمل اسلام کی رو سے "عبادت" ہے۔ اسلام کا آغاز تعلیم سے ہوتا ہے۔[1] سب سے پہلی وحی تعلیم کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعثتِ انبیاء کا مقصد انسان کو تعلیم، تربیت اور بندگی کے اصولوں سے آگاہ کرنا تھا۔ انبیاء علیہم السلام نے قوموں کی اصلاح اور تحفظ کے لیے علمی انداز اختیار کیا تھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم اور تہذیب کا بنیادی کردار رہا ہے۔ جس قوم نے اپنے پیغمبر کے علمی اور تہذیبی اصولوں اور نظریات کو اپنی معاشرت میں جگہ دی وہ کامیاب و کامران ہوئے مگر جن اقوام نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے انحراف کیا اور خواہشات کے مطابق معاملاتِ زندگی اور دیگر امور کو ترتیب دیا تو دنیا میں شکست اور زوال سے دوچار ہوئیں۔[2]

نظریہ تعلیم اور اسلامی اخلاقی تعلیمات

اسلام ایک الہامی دین ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تعلیم کا فلسفہ انتہائی جامعیت سے پیش کیا گیا ہے۔ اگر قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم کا نظریۂ تعلیم زندگی اور معاشرت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(ا) اسلامی نظریۂ تعلیم کا پہلا پہلو یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل کرے اور اللہ کی ذات پر ایمان لے کر آئے۔ ذاتِ باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد انبیاء علیہم السلام کی رسالت اور ختمِ نبوت اور آخرت پر یقین رکھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Sourat ul Hadeed57:25

[1] سورۃ العلق ۹۶:۱

Sourat ul Alaq96:1

[2] آزاد، ابوالکلام، قرآن کا قانون عروج و زوال (مکتبہ جمال، لاہور، ۲۰۰۷ء)، ص: ۲۰

Azad,Abu ul Kalam,Quran ka Qanoon Urooj o Zawal(Maktaba Jamal,Lahore,2007),P:20

بُنِیَ الإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَھَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِیْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔[1]

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں جن میں اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبور نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نماز پڑھو اور زکوۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔"

قرآن مجید میں انسانی کامیابی کے لیے ایمان کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔[2]

"(یقینا) وہ لوگ کامیاب ہو گئے جو ایمان والے ہیں۔"

قرآن حکیم میں ایمان اور اخلاق کا باہمی ربط بیان کیا گیا ہے۔ ایمان کے بغیر اخلاق کی تعمیر ممکن نہیں۔ اعلیٰ اخلاقی کردار ایمان کی بدولت تشکیل پاتا ہے۔ ایمان کے بغیر اخلاق و کردار کی حیثیت بیت العنکبوت [3] (مکڑی کے گھر جیسی) ہو گی، اس لیے لازم ہے کہ فرد کے اعلیٰ کردار کے لیے ایمانیات کا ہونا بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مثالی معاشرت کی تشکیل کے لیے نظریات اور عقائد کا ہونا لازم اور ضروری ہے۔ اس لیے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی اقوام کو سب سے پہلے عقیدے اور نظریات کی تعلیم دی تھی۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے/ قوم کو حکمت پر مبنی آداب سکھائے تھے۔ ان میں پہلا ادب یہ تھا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، یہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔[4]

معروف مسلمان محقق ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے "تہذیب اور عقیدے" کے آپس کے ربط اور اہمیت کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

[1] النسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الایمان و شرائعہ، باب علی کم بنی الاسلام (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن)، حدیث: ۵۰۰۴

Al-Nisai,Ahmad Bin Shoib,Al-Sunan(Maktaba Rehmania,Lahore),Hadith:5004

[2] سورۃ المومنون ۲۳:۱

Sourat ul Mominoon23:1

[3] سورۃ العنکبوت ۲۱:۴۱

Sourat ul Ankaboot21:41

[4] سورۃ لقمان ۳۱: ۱۳

Sourat Luqman31:13

"یہ تہذیب عقیدہ توحید کی اساس پر قائم ہے اور اس عقیدے کا اسلامی تہذیب پر اتنا زبردست اثر پڑا کہ وہ تمام پہلی اور پچھلی تہذیبوں سے ممتاز ہو گئی اور اپنے عقائد، نظم و نسق اور شعر و ادب میں بت پرستی کے تمام مظاہر و آداب سے پاک ہو گئی۔ اس عقیدہ توحید نے وحدت کا وہ رنگ پیدا کیا جس کی چھاپ ہماری تہذیب کے جملہ آثار و اسباب اور تفصیلی مظاہر پر ثابت ہو گئی ہے۔ اس لیے یہاں پیغام اور نصب العین وحدت ہے۔"[1]

نظریہ تعلیم اور عالمگیریت

اسلامی نظریہ تعلیم کا دوسرا اہم اخلاقی پہلو یہ ہے کہ اسلام ایک الگ نظریے کا علمبردار ہے جس میں آفاقیت، عالمگیریت اور انسانیت کا پہلو بدرجہ اتم موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا-اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ-[2]

"اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور بنایا ہے۔ تم کو گروہ اور قبیلے میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

قرآن مجید کا یہ اعلیٰ آفاقی پیغامِ وحدت، احترام اور اخلاق و کردار کا پیمانہ مقرر کرتا ہے کہ اسلامی تہذیب میں مختلف قبائل اور اقوام کی حیثیتوں کے باوجود ایک نظریہ اور ایک اعلیٰ اخلاقی کردار پر فخر کیا جائے گا۔ اسلامی تاریخ اس خوبصورت عمل کی گواہ ہے کہ مختلف ائمہ، فقہا، بادشاہ اور جرنیلوں نے مختلف اقوام سے تعلق ہونے کے باوجود اعلیٰ اخلاقی اقدار کا علم بلند کیا اور وحدت اور احترام کے نظریے کو پیش کیا۔ یہی وہ اعلیٰ اسلامی تہذیبی روایت ہے جس سے اسلام اور اعلیٰ اسلامی اخلاقی و تہذیبی روایات کو دنیا میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس حقیقت کا اعتراف مستشرقین کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ تھامس آرنلڈ[3] اور جوھن ال ایسپوزیٹو[4] نے اپنی کتابوں میں کہا ہے۔ مستشرقین نے جن اسلامی اخلاقی اقدار کی پزیرائی کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے ان میں معاشرتی عدل و انصاف، صبر و برداشت اور احترامِ انسانیت شامل ہیں۔ مغربی محققین

---

[1] سباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ، اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو (اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، س ن)، ص:۴۱

Sabai,Dr.Mustafa,Islami Tadhib ke Chand Darkhashan Pehlo)Islamic Publicasaions,Lahore)P:41

[2] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۳

Sourat ul Hujurat49:13

[3] Thomas Arnold., The Preaching of Islam, C. Scriber's Sons., New York. 1913

[4] John. L. Esposto., Islamic Threat: Myth or Reality., Oxford Press. 1992

نے تاریخ میں اسلام کے فروغ کی بنیادی وجہ ان تہذیبی اور اخلاقی روایات کو قرار دیا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے منگول اور تاتاری اقوام میں اسلام کے فروغ کی بنیادی وجہ "اسلامی تہذیب" کو قرار دیا ہے۔ اسلام کی تہذیبی اقدار کی بدولت چنگیز اور ہلاکو کے جانشین اسلام سے آشنا ہوئے تھے۔[1] سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اسلامی تہذیب کے پانچ پہلوؤں کا ذکر کیا ہے جن سے انسانی زندگی اور معاشرت کے تمام کمالات کا ظہور ہوتا ہے:

(۱) دنیوی زندگی کا اسلامی تصور (۲) زندگی کا نصب العین (۳) اسلامی اساسی عقائد و افکار

(۴) اخلاقی اصول (۵) عائلی و معاشرتی حقوق[2]

مذکورہ بالا پانچ پہلوؤں سے ایسے اخلاقی اور تہذیبی نظام کی تشکیل دی جا سکتی ہے جس سے نئی نسل کو تعمیر، اصلاح اور امن کے مواقع میسر آ سکتے ہیں۔ ان تہذیبی عناصر سے نوجوان نسل کی صلاحیتوں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور ان کو معاشرہ کا ذی وقار کارکن بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام کے تہذیبی نظام کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک ایسے نظریے کا علمبردار ہے جس میں رنگ، نسل، زبان، علاقے اور قوم و قبیلے کی بنیاد پر تفریق اور تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ بلکہ مختلف حیثیتوں کو اسلام ادب و احترام کی ایک وجہ قرار دیتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دورِ حاضر میں مسلمان معاشرے میں پروان چڑھنے والی عصبیتوں کا راستہ روکنے کے لیے ان اخلاقی اقدار کو رواج دیا جائے جن میں ادب و احترام، تعاون، حسنِ سلوک اور عدل و احسان کا پہلو موجود ہے۔ اسلام کی ان خوبصورت اخلاقی روایات کو نظامِ تعلیم کا حصہ بنا کر معاشرتی اصلاح اور ترقی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ مہذب اقوام کے ہاں اخلاقی روایات قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔ اسلامی نظریہ تعلیم کا تیسرا اخلاقی پہلو یہ ہے کہ شعور و آگاہی کا ایک ایسا سلسلہ رواج دیا جائے جس میں تعظیم اور احترام پہلو جامع صورت میں موجود ہو۔ اسلام کی اخلاقی روایات اس ضمن میں ہماری خوب رہنمائی کرتی ہیں۔

ا۔ اخلاقیات کا ایک زاویہ یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کو ایسی تعلیم دی جائے کہ لوگ جذباتیت اور ہنگامی حالات کے مطابق اپنے رویوں کا اظہار نہ کریں بلکہ معاملات اور واقعات کی تصدیق و تحقیق کو یقینی بنائیں۔ یقینا تحقیق اور تصدیق کا

---

[1] مودودی، سید ابوالاعلی، جلوۂ نور (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء)، ص: ۴۰

Moudoodi,Syed Abu al Aala,Jalwa e Noo()Islamic Publications,Lahore,1999),P:40

[2] مودودی، سید ابوالاعلی، تنقیحات (منشورات، لاہور، ۲۰۰۵)، ص: ۹۔۱۰

Moudoodi,Syed Abu al Aala,Tanqihat(Manshoorat,Lahore,2005),P:9-10

رویہ ایک مہذب اور ذمہ دار معاشرہ کی بنیاد بن سکتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کی رہنمائی یہ ہے کہ اگر انسان تصدیق و تحقیق کی روایت کو اختیار نہیں کرے گا تو پھر نقصان اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ-[1]

"اے ایمان والو! جب فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تصدیق/ تحقیق کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو بغیر تحقیق کے کسی کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں شرمندہ ہونا پڑے۔"

آج ہمارے معاشرے اور تعلیمی اداروں میں بعض ایسے ناخوشگوار حادثات و واقعات دیکھنے کو مل رہے ہیں جن میں تصدیق/ تحقیق کا رویہ اختیار کیے بغیر بڑے بڑے اقدام اٹھائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کئی معصوم اور بے گناہ لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ ان نامناسب رویوں سے پوری دنیا میں اسلام اور پاکستان کا امیج متاثر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نظامِ تعلیم میں ایسی روایات کو شامل کیا جائے جس سے عوام الناس اور بالخصوص نوجوانوں میں تحمل، بردباری اور تصدیق و تحقیق کی روایات مضبوط ہو سکے۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے مدنی معاشرے میں تصدیق/ تحقیق کی روایات کو فروغ دیا تھا اور مسلمانوں کو یہ اخلاقی تعلیم دی تھی کہ سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کیا جائے بلکہ حقائق تک پہنچنے کے لیے تصدیق کا عمل یقینی بنایا جائے۔

۲۔ نظامِ تعلیم میں مثبت اور احترام پر مبنی روایات کو شامل کیا جائے اور ایسی روایات کو مسترد کیا جائے جن سے کسی بھی حوالے سے معاشرے میں نفرت، تفریق اور تحقیر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس حوالے سے اسلام کی اخلاقی تعلیمات واضح صورت میں موجود ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ-[2]

"اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔"

---

[1] سورۃ الحجرات ۴۹:۶

Sourat ul Hujurat49:6

[2] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۱

Sourat ul Hujurat49:11

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ-[1]

"آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔"

وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِۚ-وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ-[2]

"اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے اور جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ-[3]

"اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔"

وَّ لَا تَجَسَّسُوْا ۔[4]

"تجسّس نہ کرو۔"

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا-[5]

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔"

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا-[6]

"رحمٰن کے اصل بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔"

---

[1] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۱
Sourat ul Hujurat49:11

[2] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۱
Sourat ul Hujrat49:11

[3] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۲
Sourat ul Hujurat49:12

[4] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۲
Sourat ul Hujurat49:12

[5] سورۃ الحجرات ۴۹:۱۳
Sourat ul Hujrat49:13

[6] سورۃ الفرقان ۲۵:۶۳
Sourat ul Furqan25:63

وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔[1]

"اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔"

۳۔ نظامِ تعلیم میں ایسی روایات کا ہونا بھی ضروری ہے جن میں معاشی اعتدال کا پہلو بھی موجود ہو۔ نوجوانوں اور طلبہ کو یہ باور کرانا بہت ضروری ہے کہ اس معاشی ناہمواری اور غربت کے زمانے میں اپنے وسائل کو غیر ضروری اشیاء اور مشاغل پر ضائع نہ کریں بلکہ بچت اور میانہ روی کو رواج دیں۔ اس سلسلے میں قرآنی اصول کچھ اس طرح موجود ہیں:

وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۔[2]

"جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم ہوتا ہے۔"

غربت اور دیگر معاشی مسائل کے سبب تعلیم کا حصول عہدِ حاضر میں ایک مشکل عمل ہے۔ لاکھوں طلبہ و طالبات اس وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر پاتے کہ ان کے پاس ضروری وسائل موجود نہیں ہوتے۔ ان حالات میں نوجوانوں کا معاشی محنت اور اعتدال پر مبنی رویہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اسلامی تاریخ میں ہمیشہ مثبت معاشی روایات کے ذریعے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ محنت اور مشقت کو اپنا دستورِ حیات بنائیں۔ کسی اور پر بوجھ بننے کی بجائے خود انحصاری اور معاشی محنت کے ذریعے باعزت زندگی گزاریں۔ نوجوان طلبہ کا معیشت کے میدان مین متحرک کردار قوموں کے لیے بہت سود مند ہو سکتا ہے۔ حضور (ﷺ) نے اصلاحات اور روایات کے ذریعے نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں کی طرف مائل کیا تھا۔ مثلاً

(۱) امیر لوگوں کو بکریاں پالنے کی تلقین کی

(۲) غریب لوگوں کو مرغیاں پالنے کی تلقین کی

(۳) عورتوں کو گھروں میں چرخہ کاتنے کی نصیحت کی

(۴) نوجوانوں کو نئے بازار لگانے کا حکم دیا

(۵) فنی تعلیم کو عام کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے

---

[1] سورۃ الفرقان ۲۵: ۶۳

Sourat ul Furqan25:63

[2] سورۃ الفرقان ۲۵: ۶۷

Sourat ul Furqan25:67

(۶) محنت کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی

(۷) تجارت، زراعت اور خدمت کی تلقین کی

عصرِ حاضر میں بے روزگاری، معاشی بدحالی اور غربت کے ماحول میں ایسے معاشی اقدامات بہت ضروری ہیں جن سے نوجوانوں کو روزگار حاصل ہو۔ نظامِ تعلیم میں معاشی حکمتِ عملی کا بیان بہت ضروری ہے۔ اگر معاشی اقدامات اور مواقع پیدا نہ کیے جائیں تو پھر نوجوان نسل جرائم کی طرف راغب ہوتی ہے۔

۴۔ نظامِ تعلیم کا ایک اہم اخلاقی پہلو یہ ہے کہ نوجوانوں کو ایک ایسا نصابِ تعلیم دیا جائے جس سے نوجوانوں کو اپنے دین اور تہذیب پر مکمل یقین ہو اور ان میں اعتماد کا پہلو بدرجۂ اتم موجود ہو۔ عصرِ حاضر میں یہ دیکھا گیا ہے کہ نصابِ تعلیم کے جامع نہ ہونے کے سبب اور مغربی تہذیب کے اثرات کی بدولت نوجوان تذبذب کا شکار ہیں۔ بدعت، جہالت اور بے مقصد خیالات اور نظریات نوجوانوں میں نظر آتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال کا تاریخی پس منظر سید ابوالاعلیٰ مودودی نے کچھ اس طرح سے پیش کیا ہے:

"دنیا کے اکثر علاقوں میں اسلام منظّم کوشش کے نتیجے میں نہیں پھیلا بلکہ کسی تاجر، عالم یا ولی کے وہاں جانے اور اس کے اخلاق و کردار سے متاثرہ ہو کر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اب ان لوگوں کی مکمل تربیت نہیں ہو سکی۔ اس وجہ سے بے شمار مسلمان سابقہ مذاہب اور علاقائی رسوم و رواج کو اسلام میں داخل کر کے سابقہ جہالت میں مبتلا ہیں اور ان کا ایمان پختہ نہیں ہے۔"[1]

اسلامی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے حالتِ جنگ میں بھی اخلاقی اقدار و روایات کو نہیں بھولا تھا۔ آج دنیا کی تمام نعمتوں اور آسائشوں کے باوجود ان اخلاقی روایات کا پاس نہیں رکھا جا رہا جن کا ہونا مسلمانوں کے لیے لازم اور ضروری ہے۔ نوجوان نسل کو اخلاقی اقدار سے جوڑنا بے حد ضروری ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ایسا نصابِ تعلیم ترتیب دیا جائے جو اسلامی تہذیب کے روشن پہلاؤں سے مزین ہو تاکہ نوجوانوں میں ایسی صلاحیتوں پروان چڑھیں جو آگے چل کر کسی عظیم کردار کی تشکیل کا ذریعہ بن سکیں۔

---

[1] مودودی، سید ابوالاعلی، مسلمانوں کا ماضی، حال اور مستقبل (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء)، ص: ۴

Moudoodi,Syed Abu Al Ala,Muslimanon ka mazi ,Hal aur mustaqbil(Islamic Publications,Lahore,2012),P:4

۵۔ نظامِ تعلیم میں ایسی اخلاقی روایات کا ہونا بھی ضروری ہے کہ نوجوان نسل اپنے دین، تہذیب، معاشرت اور طرزِ حیات پر فخر کرے۔ اگر مسلمان اپنی اخلاقی روایات پر عمل اور فخر کریں گے تو انھیں سر بلندی اور کامرانی نصیب ہوگی۔ لیکن جب مسلمان اپنی تہذیب اور اخلاقی روایات پر مغرب اور دیگر تہذیبوں کی روایات کو ترجیح دیں گے تو پھر نتیجہ زوال کی صورت میں نکلے گا۔ لیکن جب تک مسلمان اپنی تہذیبی اور معاشرتی میراث کے ساتھ وابستہ رہیں گے، دنیا میں عروج مسلمانوں کا مقدر رہے گا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ ایک فرانسیسی حاکم کے متعلق لکھتے ہیں:

"کہ ہم الجزائر میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک اس ملک کے لوگ قرآن پڑھتے اور عربی زبان بولتے رہیں گے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن اور عربی زبان کو ان کی زندگیوں سے نکال دیں۔"[1]

ضرورت اس امر کی ہے کہ عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کو قرآن مجید، عربی زبان اور دیگر علمی روایات سے جوڑا جائے۔ اس حوالے سے موجودہ حکومت کا سکولوں، کالجوں اور جامعات میں "ترجمہ قرآن" کا کورس لازمی قرار دینا بہت اہم اقدام ہے۔ اس اہم اقدام پر حکومت یقینا خراج تحسین کی مستحق ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت کا مختلف جامعات میں "سیرت چیئر" کا قیام بھی بہت اہم نوعیت کا ہے۔ معروف مسلمان محقق محمد اسد نے اپنی کتاب "اسلام دوہرائے پر" میں اسلامی تہذیب کی اہمیت اور اثرات کا ذکر کیا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی تہذیبی اقدار پر عمل پیرا رہیں گے، ان کو مغربی تہذیب سے تحفظ حاصل رہے گا۔"[2]

پروفیسر سید محمد سلیم نے اپنی کتاب "مسلمان مثالی اساتذہ اور مثالی طلبہ" میں نظامِ تعلیم کے نظریاتی پہلو کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے:

"اسلام کے نزدیک اصل تعلیم جو ہدایت کا ذریعہ ہے وہی اساسی تعلیم ہے لیکن دنیا میں پر امن اور خوشحال معاشرہ قائم کرنے کے لیے ہدایتی اور نظریاتی تعلیم کے ساتھ مادی وسائل بھی بہت ضروری ہیں۔ اس لیے انسان اور انسان سے

---

[1] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ (ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۳)، ۲۰۸/۶

Al-Azhari,Peer Muhammad Karam Shah,Zia ul Nabi(Zia Ul Quran Publications,Lahore,2013),6/208

[2] محمد اسد، اسلام دوہرائے پر (اسلام آباد، ۲۰۱۰)، ص: ۴۹

Muhammad Asad,Islam doharaye(Islambabad,2010),P:49

متعلق ماحول کی ضروری معلومات بھی حاصل کریں۔ یہ معلومات اندوزی ہے۔ حلال روزی کمانے کے لیے فنی تربیت اور ہنر بھی سیکھیں۔"[1]

تعلیم کا مقصد اصلاح، تعمیر اور ترقی ہونا چاہیے لیکن اگر تعلیم کاروبار کی شکل اختیار کرے گی تو پھر تشکیل پانے والا کردار لالچ، حسد، مفاد پرستی اور تکبر سے جڑا ہوگا۔ پروفیسر خورشید لکھتے ہیں:

"حسی تمدن سے انسان سامنے موجود چیز کو غائب کے مقابلے میں ترجیح دیتا ہے۔ اس کا مقصد سطحی منافع کو جلد از جلد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر حسی تمدن کا ہر فرد مضبوط کردار سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس میں صبر اور اخلاقی جرات کا مادہ نہایت کمزور ہوتا ہے اور اس کا ایمان یہ ہوتا ہے کہ "چلو تم ادھر کو، ہوا ہو جدھر کی"۔ اس نظریہ اخلاق اور طرزِ فکر کی وجہ سے معاشرہ مختلف بد اخلاقیوں اور ظلم و ناانصافی کا مرکز بن جاتا ہے۔"[2]

۶۔ نظامِ تعلیم میں نظم و ضبط کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں نظم و ضبط بدرجہ اتم موجود ہے۔ عقائد، معاملات، عبادات اور اخلاقیات میں نظم و ضبط واضح انداز میں موجود ہے۔ تاریخ اسلام میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ انھوں نے معاشرت میں تنظیم کو لازمی ٹھہرایا اور مسلمان ہر میدان میں کامیاب و کامران ہوئے۔ آج مسلمانوں کا عمومی طرزِ عمل نظم و ضبط سے عاری نظر آتا ہے۔ سستی، کاہلی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ امتِ مسلمہ کی اکثر مشکلات، محرومیوں اور پریشانیوں کا سبب نظم و ضبط کی کمی ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور تہذیبی حالات کو سدھارنا ہے تو پھر ہر سطح پر نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ معروف مسلمان محقق ڈاکٹر محمد رفیع الدین لکھتے ہیں:

"ہماری زندگی و تعلیم کا مقصد اسلام اور اسلامی تصورات کی تبلیغ ہے اور یہ مسئلہ ہمارے لیے زندگی و موت کا مسئلہ ہے۔ اس میں ڈھیل و سستی کرنے سے بھی ہم زندہ نہیں رہ سکتے، مغلوب ہو جائیں گے۔ آج قومیں نظریات زندگی پر متحد

---

[1] سلیم، سید محمد، مسلمان مثالی اساتذہ اور مثالی طلبہ (ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۴)، ص: ۷۹-۷۸

Saleem,Syed Muhammad,Muliman masala asatiza aur masala tulaba(Idara Talimi Tahqiq,Lahore,1994),P:78-79

[2] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات (جامعہ کراچی، ۱۹۹۰ء)، ص: ۱۳۲

Khurshid Ahmad,Islami Nazria Hiat(Jamia Karachi,1990),P:132,

ہیں۔ ہماری منزل اور نصب العین جب ایک ہے تو تمام امت کو متحد ہونا پڑے گا ورنہ ہم اپنی وقت کھو دیں گے اور یہ انتہائی خطرناک ہوگا۔"[1]

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں نظم وضبط کو یقینی بنایا جائے۔ وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ دیگر تمام تعلیمی معاملات میں ڈسپلن لازمی ٹھہرایا جائے۔ طلبہ میں ذہنی شعور بیدار کیا جائے کہ نظم وضبط ان کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

تجاویز

نظامِ تعلیم میں اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے ایک جامع پالیسی وضع کرنی ہوگی۔ اس حوالے سے چند تجاویز درج ذیل ہیں:

۱۔ نظامِ تعلیم میں اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے نصاب کا جامع ہونا بہت ضروری ہے۔ یکساں نصابِ تعلیم کی حکومتی پالیسی یقیناً سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اس پالیسی کو عملاً اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

۲۔ اساتذہ کی سلیکشن اور تعلیمی ادارے میں تعیناتی سے پہلے ان کی تربیت (Training) کا جامع منصوبہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے تاکہ اساتذہ تعلیمی ادارے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے پہلے شعوری تیاری رکھتے ہوں۔ اخلاقیات کے فروغ میں اساتذہ کا کلیدی کردار ہوتا ہے طلبہ کی زندگی میں سب سے اہم کردار والدین اور اساتذہ کا ہوتا ہے۔

۳۔ تعلیمی ادارے میں ٹائم ٹیبل اور اسباق کی تقسیم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کلاس روم کا ماحول کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہنا چاہیے تاکہ طلبہ زیادہ سے زیادہ مثبت سرگرمیوں میں مشغول ومصروف رہیں۔

۴۔ تعلیمی اداروں میں مثبت کھیلوں کا متعارف کرانا بہت ضروری ہے کیونکہ مثبت کھیلوں سے طلبہ میں ذہنی اور جسمانی صحت فروغ پاتی ہے اور تعلیمی اداروں کا عمومی ماحول پُرامن ہو جاتا ہے۔

---

[1] رفیع الدین، ڈاکٹر محمد، اسلام کا نظریہ تعلیم (زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۰۸ء)، ص: ۴۷

Rafi ul Din,Dr Muhammad,Islam ka Nazria Taleem(Zawar Academy Publications ,Karachi,2008),P:47

۵۔ تعلیمی ادارے میں لائبریری کو ہونا بہت ضروری ہے۔ طلبہ کے لیے لائبریری پریڈ ہونے چاہئیں۔ لائبریری کا حصہ بننے والے طلبہ کے لیے حوصلہ افزائی کا کوئی ضابطہ ہونا چاہیے تاکہ دیگر طلبہ میں بھی لائبریری میں جانے کا جذبہ پیدا ہو۔

۶۔ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں میں سیمینار، کانفرنسز اور سپیشل لیکچرز کا اہتمام ہونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ طلبہ کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ طلبہ کی ذہنی معیارات کے مطابق تعلیمی اداروں میں سوسائٹیز اور فورمز کا قیام طلبہ میں مثبت ذہنی نشو ونما کے لیے سود مند ہو سکتا ہے۔

مصادر و مراجع

1.Azad,Abu ul Kalam,Quran ka Qanoon Urooj o Zawal.Maktaba Jamal,Lahore,2007
2.Al-Nisai,Ahmad Bin Shoib,Al-Sunan,Maktaba Rehmania,Lahore
3.Sabai,Dr.Mustafa,Islami Tadhib ke Chand Darkhashan Pehlo.Islamic Publicasaions,Lahore
4.Moudoodi,Syed Abu al Aala,Jalwa e Noor ,Islamic Publications,Lahore,1999
5.Moudoodi,Syed Abu al Aala,Tanqihat,Manshoorat,Lahore,2005
6.Moudoodi,Syed Abu Al Ala,Muslimanon ka mazi ,Hal aur mustaqbil,Islamic Publications,Lahore,2012
7.Al-Azhari,Peer Muhammad Karam Shah,Zia ul Nabi,Zia Ul Quran Publications,Lahore,2013
8.Muhammad Asad,Islam doharaye,Islambabad,2010
9.Saleem,Syed Muhammad,Muliman masala asatiza aur masala tulaba,Idara Talimi Tahqiq,Lahore,1994
10.Khurshid Ahmad,Islami Nazria Hiat,Jamia Karachi,1990
11.Rafi ul Din,Dr Muhammad,Islam ka Nazria Taleem.Zawar Academy Publications ,Karachi,2008